OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com

مغل دورِ حکومت میں آبی آلودگی کی روک تھام سے متعلق ہدایات: فتاوی عالمگیری کا اختصاصی مطالعہ

Guidelines for preventing water contamination during Mughal reign: A specialized study of Al-Fatawa al-'Alamgiri

Mahboob Ilahi
PhD Scholar, Department of Islamic & Religious Studies Hazara University Mansehra.
Email: melahi78@yahoo.com

Dr. Saeed Ul Haq
Lecturer, Department of Islamic & Religious Studies Hazara University Mansehra.

Received on: 09-07-2024 Accepted on: 15-08-2024

Abstract

Water is a blessing from ALLAH. It is a symbol of life, and religious precepts encourage people to safeguard water. In different eras, Muslim rulers performed an excellent job of protecting and conserving water, particularly in terms of environmental pollution. The Mughal era was particularly prosperous in this sense. Environmental pollution regulation was enacted during the Mughal Empire, particularly during the reign of Emperor Aurangzeb, and significant progress was made .During this reign, work on jurisprudence editing was undertaken, and in the early time, a full and authentic book on Islamic jurisprudence was published in order to settle issues and difficult problems in accordance with Islamic Shariat. It is referred to as Al-Fatawa al-'Alamgiri in the Arab world known as Al-Fatawa al-Hindiyya. The main guidelines for water conservation are discussed in this book, among other regulations and legislation. In this study, we will provide an analytical evaluation of such norms and regulations.

Keywords: Mughal era, Rules of controlling water pollution, Al-Fatawa al-'Alamgiri

اسلامی حکومتوں کے مختلف ادوار میں اسلامی قانون سازی اور بالخصوص ماحولیاتی آلودگی پر کام ہوا ہے۔اس باب میں مغلیہ دور بہت روشن رہا ہے۔ مغلیہ دور میں ماحولیاتی آلودگی سے متعلق قانون سازی ہوئی ہے بالخصوص عالمگیر کے دور میں اس حوالے سے بہت اہم کام ہوا ہے۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ کے دور حکومت میں فقہی احکام کی تدوین پر کام ہوا ہے۔اورنگ زیب عالمگیرؒ نے اپنے عہد حکومت کے ابتدائی دور ہی میں مقدمات اور متنازعہ فیہ معاملات و مسائل کو شریعت اسلامی کی روشنی میں تصفیہ کرنے کے لئے فقہ اسلامی پر ایک جامع اور مستند کتاب تدوین کرائی جو ہندوستان میں ''فتاویٰ عالمگیری'' کے نام سے جب کہ عالم عرب میں ''فتاویٰ ہندیہ'' کے نام سے مشہور ہے۔ فتاویٰ عالمگیری کی تدوین کام تخت نشینی کے چار سال بعد ایک شاہی فرمان کے ذریعہ 1073ھ بمطابق 1663ء میں شروع ہوا اور آٹھ سال میں یعنی 1081ھ کو پایہ تکمیل کو پہنچا۔

یہ کتاب ہدایہ کے بعد فقہائے حنفیہ کے نزدیک مستند، معتبر اور جامع کتاب ہے جو نہایت ہی احتیاط اور سائنٹفک طریقہ پر ترتیب دی گئی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری کی ترتیب کسی وقتی مصلحت یا محض ایک شخص کی خواہش کا نتیجہ نہیں ہے۔ بلکہ فتاویٰ کی ترتیب وتدوین کا اصل محرک مسلمانوں کا یہ شدید احساس تھا کہ ان کے اجتماعی معاملات کا فیصلہ کتاب وسنت کے مطابق ہو اور اسلامی قانون ملک میں جاری وساری ہو۔ ایسی کتاب کی ضرورت ایک عرصہ سے محسوس کی جارہی تھی جو انفرادی فتاویٰ کے اختلافات کو دور کردے اور قانون کی بنیادی کتاب کی حیثیت سے پوری مملکت میں استعمال کی جاسکے، لیکن محض سیاسی وجوہات کی بناء پر اس قسم کی کتاب کی ترتیب کے مواقع نہیں مل سکے تھے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اورنگ زیب عالمگیرؒ کے دور اور اس سے پہلے کے دور کے سیاسی پس منظر کو بھی سامنے رکھیں، اس سے اندازہ ہوسکے گا کہ سیاسی حیثیت سے وہ کون سے تغیرات پیدا ہوگئے تھے، جو ایک ایسی جامع اور ہمہ گیر فقہ کی کتاب کے ترتیب دینے کا باعث بنے ، جو اپنے دور ہی میں نہیں بلکہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے حکومت جانے سے قبل تک مسلمانوں کے معاملات کی اور پوری اسلامی مملکت ہند کی عدلیہ کی بنیادی کتاب تھی اور آج بھی اس کی روشنی میں علماء ومفتیان کرام مسائل کا حل بیان کرتے ہیں۔

اس کتاب میں دیگر فقہی احکام کی طرح ماحولیاتی آلودگی سے متعلق بھی بعض جزءیات ملتے ہیں۔ آلودگی کی تمام قسموں سے متعلق جو جو احکامات اس فتاوی میں ہیں وہ دراصل مغلیہ دور کی کارکردگی ہے۔ ذیل میں اس کتاب سے ماحولیاتی آلودگی سے متعلق احکام پیش خدمت ہیں:

1۔ آبی آلودگی سے متعلقہ احکام: فتاوی عالمگیری کے تناظر میں

فتاویٰ عالمگیری فقہ حنفی کی ایک عظیم اور بلند پایہ تصنیف ہے ،اس میں مستند ترین فقہاء کے فیصلے، ان کی آراء، مختلف دقیق مسائل کی شرح، تنقیدیں، مذہبی قوانین، قواعد وضوابط اور ایسے رسم ورواج جو معاملات زندگی پر اثر انداز ہوتے رہے ہیں، ان کا تذکرہ تفصیل سے موجود ہے، مسلمانوں کے شخصی قوانین جن کا تعلق وراثت، وصیت، طلاق وغیرہ کے معاملات سے ہے وہ تمام قواعد وضوابط تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ اس طرح اجتماعی مسائل مثلاً پانی کو صاف رکھنے کے احکام، پانی میں نجاست سے متعلق احکام، کنوئیں کو گندہ کرنے اس طرح نہر اور حوض میں نجاست ڈالنے سے متعلق احکام کو تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے جو آبی آلودگی کے اسباب اور سد باب سے متعلق ہیں۔ وہ احکام حسب ذیل ہیں:

1۔ خیار الشرط پر مشروط جانور کا نہر یا کنوئیں میں گرنا اور پانی کو صاف کرنے کے احکام

"وإذا اشْتَرَى الرَّجُلُ نَهْرًا أو بِئْرًا وهو بِالْخِيَارِ فَوَقَعَتْ فِي الْبِئْرِ شَاةٌ فَمَاتَتْ أو وَقَعَتْ فيها عَذِرَةٌ أو شَيْءٌ مِمَّا يَتَنَجَّسُ الْمَاءُ بِهِ لم يَكُنْ له رَدُّهَا قبل النَّزْحِ"[1]

"اگر کوئی آدمی نہر یا کنواں خیار الشرط کے طریقے سے خریدے اور مدت خیار سے پہلے اس کنوئیں میں بکری گر کر مر گئی یا اس میں کوئی گندگی یا ایسی کوئی گندہ چیز گر گئی جس کی وجہ سے وہ پانی ناپاک ہوگیا تو اس کو اس وقت تک واپس نہیں کر سکتا جب تک اسے وہ پانی نہ نکالا جائے"۔

2۔ اجارہ میں کنوئیں کا پانی صاف کرنے کے احکام:

"إذَا اسْتَأْجَرَ دَارًا فيها بِئْرُ مَاءٍ كان له أَنْ يَسْتَقِيَ من مَاءِ الْبِئْرِ لِلْوُضُوءِ وَغَيْرِهِ من غَيْرِ إذْنِ صَاحِبِ الدَّارِ لِأَنَّ له حَقًّا من مَاءِ

الْبِئْرِ قبل الْإِجَارَةِ على ما عُلِمَ فَبَعْدَ الْإِجَارَةِ أَوْلَى وَإِنْ وَقَعَتْ فِي الْبِئْرِ فَأْرَةٌ أو نَزَلَ بها آفَةٌ فَلَيْسَ على وَاحِدٍ مِنْهُمَا إصْلَاحُهُ كَذَا فِي الذَّخِيرَةِ"۔[2]

"اگر کسی نے ایک گھر کرایہ کے طور پر لے لیا اور اس میں کنواں بھی ہو تو مستاجر کے لئے اس کنوئیں کے پانی سے وضو وغیرہ کرنا مالک کی اجازت کے بغیر بھی جائز ہے اس لئے مستاجر کا حق اس پانی میں اجارہ کا معاملہ کرنے سے پہلے بھی موجود تھا جس طرح کہ یہ مسئلہ معلوم ہے چنانچہ اجارہ کرنے کے بعد تو بطریق اولی اس کو پانی استعمال کرنے کا حق حاصل ہوگا اور اگر اس کنوئیں میں چوہا گر گیا یا کسی آفت کی وجہ سے خراب ہو گیا تو ان میں سے کسی پر بھی اس کی مرمت وغیرہ لازم نہیں ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے"۔

3۔اپنے کنوئیں یا عام کنوئیں کو گندہ کرنے سے متعلق احکام

"وَلَوْ أَلْقَى نَجَاسَةً فِي بِئْرٍ خَاصَّةٍ يَضْمَنُ النُّقْصَانَ دُونَ النَّزْحِ وفي الْبِئْرِ الْعَامَّةِ يُؤْمَرُ بِنَزْحِهَا كَذَا فِي الْقُنْيَةِ"[3]

"اور اگر کسی آدمی نے کسی ملکیت والے کنوئیں میں نجاست گرادی تو وہ صرف اس نقصان کا ضامن ہوگا اس کنوئیں سے پانی نکالنا اس پر لازم نہ ہوگا اور اگر وہ کنواں عمومی ہو تو پھر اس کو اس سے پانی نکالنے کا حکم دیا جائے گا یہ قنیہ میں لکھا گیا ہے"۔

4۔غسل کے لیے استعمال کرنے والے پانی کا مقدار اور فقہی احکام

"وَأَدْنَى ما يَكْفِي من الْمَاءِ لِلِاغْتِسَالِ صَاعٌ وللتوضؤ (للتوضؤ) مد (بمد) قال بَعْضُ مَشَايِخِنَا رَحِمَهُمُ اللَّهُ كَفَاهُ صَاعٌ إذَا تَرَكَ الْوُضُوءَ وَأَمَّا إذَا جَمَعَ بين الْوُضُوءِ وَالْغُسْلِ فإنه يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ من غَيْرِ الصَّاعِ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ ---------- وأن أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أو يَشْرَبَ فَيَنْبَغِي أَنْ يَتَمَضْمَضَ وَيَغْسِلَ يَدَيْهِ كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ"۔[4]

"ظاہر الروایت میں کم سے کم پانی جو غسل کے واسطے کافی ہوا یک صاع ہوتا ہے اور وضو کے واسطے ایک مد ہمارے بعض مشائخ کا یہ قول ہے کہ ایک صاع غسل کے واسطے اس وقت کافی ہوتا ہے جب غسل میں وضو نہ کرے اور اگر غسل کے ساتھ وضو بھی کرے تو ایک مد سے وضو کرے اس کے علاوہ ایک صاع سے سے غسل کرے اور اکثر مشائخ کا مذہب یہ ہے کہ ایک صاع غسل اور وضو دونوں کے واسطے کافی ہے[5] اور یہ اصح ہے بعض مشائخ نے یہ کہا ہے کہ یہ کم سے کم مقدار پانی کے کافی ہونے کی بیان کی گئی ہے۔ لیکن یہی مقدار لازم نہیں ہے بلکہ اگر کسی کو اس سے بھی کم کافی ہو جائے تو کم کرلے اور جو کافی نہ تو اس مقدار پر اس قدر بڑھائے جس میں اسراف نہ ہو اور کمی بھی نہ ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اگر مد سے کم پانی میں اچھی طرح وضو کرے تو جائز ہے یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے اور ایک مد کی مقدار وضو کے واسطے اس وقت ہے جب استنجاء کرنا نہ ہو اور استنجاء بھی کرنا ہو تو ایک رطل سے استنجاء کرے اور ایک مد سے وضو کرے اگر موزے پہنے ہوئے ہیے اور استنجاء کرنا بھی نہیں ہے تو وضو کے واسطے ایک رطل ہی کافی ہے اور یہ ساری مقداریں لازم نہیں ہے اس لئے کہ انسانوں کی طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں یہ شرح مبسوط میں لکھا ہے عورت اور مرد ایک ایک برتن سے غسل کریں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے یہ محیط میں لکھا ہے اگر جنب ہوے اور بغیر وضو کئے اپنی عورت سے قربت کرے تو مضائقہ نہیں اگر وضو کرے تو بہتر ہے اگر کھانے پینے کا ارادہ کرلے تو چاہئے کہ کلی

کرے اور ہاتھ دھولے یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے"۔

5۔ماء جاری کو نجاست سے پاک کرنے کے احکام:

"وَالْفَتْوَى فِي الْمَاءِ الْجَارِي انه لَا يَتَنَجَّسُ ما لم يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ أو لَوْنُهُ أو رِيحُهُ من النَّجَاسَةِ كَذَا في الْمُضْمَرَاتِ وإذا أُلْقِيَ في الْمَاءِ الْجَارِي شَيْءٌ نَجَسٌ كَالْجِيفَةِ وَالْخَمْرِ لَا يَتَنَجَّسُ ما لم يَتَغَيَّرْ لَوْنُهُ أو طَعْمُهُ أو رِيحُهُ كَذَا في مُنْيَةِ الْمُصَلِّي------------ وَأَمَّا إذَا انْقَطَعَ الْمَطَرُ وَسَالَ من السَّقْفِ شَيْءٌ فما سَالَ فَهُوَ نَجَسٌ كَذَا في الْمُحِيطِ وفي النَّوَازِلِ قال مَشَايِخُنَا الْمُتَأَخِّرُونَ هو الْمُخْتَارُ كَذَا في التتار خانية" ۔[6]

"نصاب میں لکھا ہے کہ فتوی اس پر ہے کہ جب تک جاری پانی کا مزہ یا رنگ یا بو نجاست کے ملنے سے نہ بدلے تن تک وہ نجس نہیں ہوتا یہ مضمرات میں لکھا ہے اگر جاری پانی میں کوئی نجس چیز ڈالدیں جیسے مردار اور شراب تو جب تک اس کا رنگ یا مزہ یا بو نہ بدلے گی تب تک وہ نجس نہ ہوگا یہ منیۃ المصلی میں لکھا ہے اگر کتا کسی نہر کی چوڑائی روک لے اور اس کے اوپر سے پانی جاری ہو تو اگر جس قدر پانی اس کو لگتا ہے وہ کم ہے اس سے جو کتے سے بچا ہوا ہے تب تو اس کتے کے مقام سے نیچے کی طرف وضو جائز ہوگا اور اگر کم نہیں تو نہیں جائز ہوگا فقیہ ابو جعفر نے کہا ہے کہ میں نے اپنے مشائخ کو اسی قول پر پایا یہ شرح الوقایہ میں لکھا ہے اور محیط میں بھی یہی اور تجنیس میں جو صاحب ہدایہ کی تصنیف ہے اسی کی تصحیح ہے یہ بحر الرائق میں لکھا ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایسے پانی سے وضو کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں جب تک اس کی تینوں صفتوں میں سے کوئی صفت نہ بدلے[7] یہ شرح الوقایہ میں لکھا ہے کہ اسی پر فتوی ہے یہ مضمرات میں لکھا ہے اگر نہر کے اس کنارے سے اس کنارے تک مردار پڑا ہو اور وہ پانی کے صاف ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ کم ہونے کی وجہ سے نظر آتا ہو تو نہر کا اکثر پانی اس مردار ملتا ہے اگر اس نے نہر کا عرض روک لیا ہو اور اگر وہ نظر نہیں آتا یا نصف سے کم عرض میں ہے تو اکثر پانی اس مردار سے نہیں ملتا یہ محیط میں لکھا ہے اگر چھت پر نجاست پڑی تھی اور اس پر مینہ برسا اور پرنالے میں سے پانی بہا اگر نجاست پرنالے کے پاس تھی اور کل پانی یا اکثر پانی یا نصف پانی اس نجاست سے مل کر آتا ہے تو اس پرنالے کا پانی نجس ہے ورنہ پاک ہے اور آگر نجاست چھت پر متفرق پڑی تھی اور پرنالے کے سرے پر نہ تھی اور اس پرنالے کا پانی نجس نہ ہوگا اور جاری پانی کے حکم میں ہوگا یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے اور فتاوی قاضی خان میں لکھا ہے کہ ہمارے مشائخ کا یہ قول ہے کہ مینہ جب تک برس رہا ہے تب تک اس کا پانی جاری پانی کے حکم میں ہے یہاں تک کہ چھت پر نجاستوں سے ملے پھر کپڑوں کو لگ جائے تو کپڑا نجس نہیں ہوگا جب تک اس پانی میں تغیر نہ ہو چھت پر نجاست پڑی تھی مینہ برسا اور چھت ٹپکی اور کپڑے پر پانی پڑا تو صحیح یہ ہے کہ مینہ ابھی بند نہیں ہوا تو چھت کے سوراخ میں سے جو پانی گرا ہے وہ پاک ہے یہ محیط میں لکھا ہے عتابیہ میں ہے کہ یہ حکم جب ہے جب وہ پانی نجاست سے متغیر نہ ہو گیا ہو۔تاتارخانیہ میں لکھا ہے اور اگر مینہ کے تھم جانے کے بعد چھت کے سوراخ میں سے پانی ٹپکا تو وہ پانی نجس ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے اور نوازل میں ہے کہ ہمارے متاخرین مشائخ نے کہا ہے کہ یہی مختار ہے یہ تاتارخانیہ میں لکھا ہے[8]"۔

6۔نہر یا کاریز میں نجاست سے پاک کرنے کے احکام

"مَاءُ النَّهْرِ أو الْقَنَاةِ إذَا احْتَمَلَ عَذِرَةً فَاغْتَرَفَ إنْسَانٌ بِقُرْبِ الْعَذِرَةِ جَازَ وَالْمَاءُ طَاهِرٌ ما لم يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ أو لَوْنُهُ أو رِيحُهُ مَاءُ النَّهْرِ إذَا انْقَطَعَ من أَعْلَاهُ لَا يَتَغَيَّرُ حُكْمُ جَرَيَانِهِ كَذَا في فَتَاوَى قاضيخان[9]------ أبو جَعْفَرٍ رَحِمَهُ اللَّهُ يقول كما سَالَ مَاءُ الْحَوْضِ من الْجَانِبِ الْآخَرِ يُحْكَمُ بِطَهَارَةِ الْحَوْضِ[10] وهو اخْتِيَارُ الصَّدْرِ الشَّهِيدِ رَحِمَهُ اللَّهُ كَذَا في الْمُحِيطِ"۔[11]

"نہر یا کاریز کے پانی میں اگر نجاست پڑی ہو اور نجاست کے قریب سے کوئی پانی لے تو جائز ہے اور وہ پانی پاک ہے بشرطیکہ اس کا مزہ یا رنگ یا بو نہ بدلی ہو نہر کا پانی اگر اوپر سے بند ہو جائے تو اس کے جاری ہونے کا حکم نہیں بدلتا یہ فتاوی قاضی خان میں لکھا ہے اگر مسافر کے ساتھ ایک بڑا پرنالہ اور برتن پانی کا ہو اور پانی کی اس کو حاجت بھی ہو اور پانی ملنے کی امید بھی ہو مگر یقین نہ ہو تو شیخ ابو الحسن کا قول منقول ہے کہ وہ اپنے کسی رفیق کو یہ حکم کرے کہ پرنالے کے ایک طرف سے ڈالے اور خود اس پرنالے میں سے وضو کرے اور پرنالے کی دوسری طرف ایک برتن رکھ دے تاکہ وہ پانی اس میں جمع ہو جائے تو وہ پانی جو اس برتن میں جمع ہوا ہے پاک اور پاک کرنے والا ہو گا اور یہی صحیح ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے ایک چھوٹے حوض میں سے کسی نے نہر نکال پانی جاری کیا اور اس سے وضو کیا پھر یہ پانی کسی جگہ جمع ہو گیا وہاں سے ایک اور شخص نے نہر بنا کر پانی جاری کیا اور اس سے وضو کیا تو سب کا وضو جائز ہو گا اور دونوں مکانوں میں کچھ مسافت ہوا اگرچہ کم ہو اور یہی حکم ہے اس صورت میں کہ جب ایک گڑھے میں سے دوسرے گڑھے میں سے پانی جاتا ہو اور ان دونوں کے بیچ میں بیٹھ کر کوئی وضو کرے یہ محیط میں لکھا ہے اگر بہت سے آدمی نہر کے کنارے پر صفیں باندھ کر بیٹھیں او وضو کریں تو جائز ہو گا اور یہی صحیح ہے یہ منیۃ المصلی[12] میں لکھا ہے۔اور اگر حوض چھوٹا ہو اور ایک طرف سے اس میں پانی آتا ہو اور دوسری طرف سے نکلتا ہو تو اس کے سب طرف وضو جائز ہے اور اسی پر فتوی ہے کچھ اس کی تفصیل نہیں کہ اگر وہ چار گز کا لمبا چار گز کا چوڑا ہو یا اس سے کم ہو تو جائز ہو اور جو زیادہ لمبا ہو چوڑا ہو تو جائز نہ ہو یہ شرح الوقایہ میں لکھا ہے اور یہی زاہدی اور معراج الدرایہ میں لکھا ہے چھوٹے حوض کا پانی نجس تھا اس میں ایک طرف سے پاک پانی داخل ہوا اور دوسری طرف سے حوض کا پانی بہنے لگا تو فقیہ ابو جعفر کا یہ قول ہے کہ جب دوسری طرف سے حوض کا پانی بہا اس وقت سے اس حوض کی طہارت کا حکم ہو گا اور اسی کو اختیار کیا ہے صدر الشہید علی الرحمۃ نے یہ محیط میں لکھا ہے"۔

7۔ماء راکد اور حوضِ کبیر میں نجاست گرنے اور پانی کو صاف کرنے کے احکام

" الْمَاءُ الرَّاكِدُ الْمَاءُ الرَّاكِدُ إذَا كان كَثِيرًا فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الْجَارِي لَا يَتَنَجَّسُ جَمِيعُهُ بِوُقُوعِ النَّجَاسَةِ في طَرَفٍ منه إلَّا أَنْ يَتَغَيَّرَ لَوْنُهُ أو طَعْمُهُ أو رِيحُهُ---- وأن خَرَجَ الْمَاءُ من النَّقْبِ وَانْبَسَطَ على وَجْهِ الْجَمْدِ بِقَدْرِ ما لو رَفَعَ الْمَاءَ بِكَفِّهِ لَا يَنْحَسِرُ ما تَحْتَهُ من الْجَمْدِ جَازَ فيه الْوُضُوءُ وَإِلَّا فَلَا وان كان الْمَاءُ في النَّقْبِ كَالْمَاءِ في الطَّسْتِ لَا يَجُوزُ فيه الْوُضُوءُ إلَّا أَنْ يَكُونَ النَّقْبُ عَشْرًا في عَشْرٍ كَذَا في فَتَاوَى قاضيخان"۔[13]

پانی جس سے وضو جائز ہے وہ بند اور کھڑا پانی ہے جب یہ کثیر ہو تو یہ جاری پانی کے حکم میں ہے ایک طرف نجاست پڑنے سے وہ سب نجس نہیں ہوتا لیکن جب رنگ، یا مزہ یا بو بدل جائے تو نجس ہو جائے گا اسی پر سب علماء کا اتفاق ہے اور اسی کو تمام مشائخ نے لیا ہے یہ محیط میں لکھا

ہے اور اس میں جس مقام پر نجاست گرے اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ نجاست نظر آتی ہو تو موضع نجاست کے نجس ہو جانے پر اجماع ہے اور مقام نجاست سے بقدر ایک چھوٹے حوض کے ہٹ کر وضو کرنا چاہئے اور اگر نجاست نظر نہیں آتی تب بھی مشائخ عراق کے نزدیک یہی حکم ہے اور مشائخ بخارا کے نزدیک نجاست گرنے کے مقام سے وضو کرنا جائز ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے اور یہ اصح ہے یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے اور چھوٹے حوض کی مقدار چار گز لمبائی چار گز چوڑائی ہے یہ کفایہ میں لکھا ہے اور امام ابو یوسفؒ سے یہ منقول ہے کہ اگر بڑے گڑھے میں پانی جمع ہو تو جاری پانی کے حکم میں ہے جب تک اس کے اوصاف نہ بدلیں گے تب تک نجس نہیں ہوگا اس میں کچھ تفصیل نہیں ہے یہ فتح القدیر میں لکھا ہے[14] اور فرق قلیل پانی اور کثیر پانی میں یہ ہے کہ اگر بعض پانی کا اثر بعض پانی میں پہنچے اس طور پر کہ ایک طرف کی نجاست کا اثر دوسری طرف پہنچے تو قلیل ہے اور نہ پہنچے تو کثیر ہے اور ابو سلیمان جوزجانی نے یہ کہا ہے کہ اگر دس گز لمبا دس گز چوڑا ہو تو ایک طرف کا اثر دوسری طرف نہیں پہنچا اور اسی کو عام مشائخ نے لیا ہے یہ محیط میں لکھا ہے اور گہرائی یہ معتبر ہے کہ چلو سے پانی لینے میں کھل نہ جائے یہی صحیح ہے۔

8۔ کنوؤں کے پانی کو نجاست سے پاک کرنے کے احکام

" مَاءُ الْآبَارِ ما يُنْزَحُ مَاءُ الْبِئْرِ بِوُقُوعِهِ قِسْمَانِ الْأَوَّلُ ما يَجِبُ نَزْحُ الْمَاءِ بِوُقُوعِهِ إذَا وَقَعَتْ فِي الْبِئْرِ نَجَاسَةٌ نُزِحَتْ وكان نَزْحُ ما فيها من الْمَاءِ طَهَارَةً لها باجماع السَّلَفِ رَحِمَهُمُ اللَّهُ كَذَا في الْهِدَايَةِ[15]-------- إذَا مَاتَتْ فَأْرَةٌ أو عُصْفُورٌ في بِئْرٍ فاخرجت حين مَاتَتْ قبل أَنْ تَنْتَفِخَ فانه يُنْزَحُ منها عِشْرُونَ دَلْوًا إلَى ثَلَاثِينَ بَعْدَ إخْرَاجِ الْفَأْرَةِ وَالْعُصْفُورِ كَذَا في الْمُحِيطِ"-[16]

"پانی جس سے وضو جائز ہے وہ کنوؤں کا پانی ہے کنویں کا سب پانی جن چیزوں کے گرنے سے نکالا جاتا ہے وہ دو قسم پر ہیں اول وہ کہ جس میں کسی چیز کے گرنے سے پانی نکالنا واجب ہو چنانچہ جب کنوئیں میں نجاست گرے تو اس کا پانی نکالنا چاہئے اور باجماع سلف وہ پانی نکالنا اس کنویں کی طہارت ہے یہ ہدایہ میں لکھا ہے ۔اونٹ یا بکری کی مینگنیاں اگر کنوئیں میں گریں تو جب تک وہ بہت نہ ہوں تب تک کنواں نجس نہیں ہوتا یہ فتاوی قاضی خان میں لکھا ہے[17] اور امام ابو حنیفہؒ کا قول یہ ہے کہ بہت وہ ہے جس کو دیکھنے والا بہت سمجھے اور کم وہ جس کو دیکھنے والا کم سمجھے اسی پر اعتماد ہے یہ تبیین میں لکھا ہے بہت وہ ہیں کہ کوئی ڈال ان سے خالی نہ ہو اور جو ایسا نہ ہو تو وہ کم ہیں یہی صحیح ہے یہ امام سرخسی کی شرح مبسوط اور نہایہ میں لکھا ہے اور جامع صغیر میں ہے کہ ثابت اور ٹوٹی اور ترخشک میں کچھ فرق نہیں یہ خلاصہ میں لکھا ہے اور اس حکم میں لید اور گوبر اور مینگنی میں کچھ فرق نہیں یہ ہدایہ میں لکھا ہے۔ جنگل اور شہر کے کنوؤں میں کچھ فرق نہیں یہ تبیین میں لکھا ہے اور یہی صحیح ہے اس لئے کہ ضرورت کبھی شہر میں پڑتی ہے جیسے حماموں اور مسافر خانوں میں یہ محیط میں لکھا ہے اگر کنوئیں میں کوئی مکڑی یا کتا یا آدمی مرے یا کوئی جانور پھول جائے یا پھٹے بڑا جانور ہو یا چھوٹا تو سارا پانی نکالا جائے گا یہ ہدایہ میں لکھا ہے اگر اس کے بال گر جائیں تو بھی یہی حکم ہے"۔

9۔ نہروں کا پانی اور آلودگی کے فقہی احکام

"وَالْأَنْهَارُ ثَلَاثَةٌ مِنْهَا مَا يَكُونُ كَرْيُهُ عَلَى السُّلْطَانِ وَمِنْهَا مَا يَكُونُ كَرْيُهُ عَلَى أَصْحَابِ النَّهْرِ فَإِذَا امْتَنَعُوا يُجْبَرُونَ عَلَى ذَلِكَ---------

وَبِقَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ - رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى - أَخَذُوا فِي الْفَتْوَى كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ".[18]

"نہریں تین طرح کی ہوتی ہیں بعض نہریں ایسی ہیں جن کا صاف کرنا سلطان کے ذمہ ہے اور بعض ایسی ہیں کہ ان کا اگارنا/صاف کرنا نہر والوں کے ذمہ اس طرح ہے کہ اگر وہ انکار کریں تو پر جبر کیا جائے گا اور بعض ایسی ہیں کہ ان کا اگارنا اہل نہر کے ذمہ ہے لیکن اگر وہ لوگ انکار کریں تو مجبور نہ کئے جائیں گے پس اول یعنی جن کا اگارنا سلطان کے ذمہ ہے وہ بڑی بڑی نہریں ہیں اور مقاسم میں داخل نہیں جیسے دجلہ، فرات، سیحون، جیحون اور نیل کہ اگر نہروں میں اگارنے کی ضرورت ہو تو اگارنا اور اس کے کنارے کی درستی سلطان پر واجب ہے کہ بیت المال سے کرے اور اگر بیت المال میں مال نہ ہو تو مسلمانوں کے اس کے اگارنے پر مجبور کرے گا اور اس کام کے واسطے ان کو گھروں سے باہر نکال کر لے جائے گا پھر اگر کسی مسلمان نے چاہا کہ ان دریاؤں میں سے کوئی نہر کاٹ کر اپنی زمین کو لے جائے تو اس کو اختیار ہو گا بشر طیکہ عام کو اس سے ضرر نہ پہنچتا ہو اور اگر عام کو ضرر ہو مثلاً نہر کا کنارہ ٹوٹ جائے اور اس سے غرق ہونے کا خوف ہو تو اس کو ایسی نہر کاٹنے سے ممانعت کی جائے گی اور دوم یعنی جن کا صاف کرنا اور اصلاح کرنا اہل نہر پر اس طرح لازم ہے کہ اگر وہ انکار کریں تو ان پر جبر کیا جائے یعنی امام المسلمین ان جبر کرے پس ایسی نہریں وہ ہیں جو بڑی بڑی ہوں لیکن قسمت اور تقسیم میں داخل ہوں اور ان پر گاؤں آباد ہوں پس اگر نہروں میں اگارنے اور اصلاح کی ضرورت ہوئی تو اہل نہر پر لازم ہے اور اگر انہوں نے اس سے انکار کیا تو امام المسلمین ان کو اس امر پر مجبور کرے گا اس واسطے کا اس کا ضرر عام ہے اور نہ اگارنے میں جتنے لوگ اس سے پانی پاتے ہیں ان کے حق میں پانی کی قلت ہے اور دور نہیں ہے کہ اس کی وجہ سے اناج کی پیداوار میں بہت کمی آجائے گی پس جب ایسی صورت ہے کہ پانی کی زیادتی کا نفع ان لوگوں کو پہنچے گا اور نہ اگارنے کی ضرر عام لوگوں کو ہو گا تو ان لوگوں کو جن کی تقسیم میں داخل ہے اس کے اگارنے پر مجبور کیا جائے گا۔

نتائج المقالہ:

پانی اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے اور اس کے تحفظ کے لیے دین اسلام نے ہر طرح کی کوشش کی ہے۔ اسی سلسلے میں فتاویٰ عالمگیری مغل بادشاہ عالمزیب عالمگیر کی ایک اچھی کاوش ہے۔ اگر دیکھا جائے تو آبی آلودگی عصر حاضر میں دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ بن گیا ہے اور اس کی وجہ سے آئے دن نئے نئے مسئلے پیدا ہو رہے ہیں۔ لہذا چاہے آبی الودگی سے متعلق کوئی بات ہو یا پانی کو کس طرح صاف رکھنا ہے یا بہتے ہوئے پانی کو کس طرح صاف رکھنا ہے اس حوالے سے فتاویٰ عالمگیری کے تعلیمات نہایت اہم ہیں اگر ان تعلیمات کو آج کے دور میں صحیح طور پر رائج کیا جائے تو کافی حد تک آبی آلودگی کو ختم کر کے اس دنیا کو امن کا گہوارہ بنایا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات

1 الفتاوى الهندية، لجنة علماء الهند الأعلام (دار الفكر، بيروت، 1310 هـ) 3/ 49

2 الفتاوى الهندية، لجنة علماء الهند الأعلام :4/ 455

3 الفتاوى الهندية، لجنة علماء الهند الأعلام :5/ 132

4 الفتاوى الهندية، لجنة علماء الهند الأعلام :1/ 16

5 المبسوط للسرخسي ، محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الأئمة السرخسي (المتوفى: 483هـ) ، دار المعرفة بيروت ، 1414هـ - 1993م ، (1/ 45)

6 الفتاوى الهندية، لجنة علماء الهند الأعلام (دار الفكر،1310 هـ)1/ 17

7 البناية شرح الهداية ، أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين الغيتابى الحنفى بدر الدين العينى (المتوفى: 855هـ) ، دار الكتب العلمية بيروت ، 1420 هـ - 2000 م ، (1/ 382) ، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ، علاء الدين أبو بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني الحنفي (المتوفى: 587هـ) ، دار الكتب العلمية بيروت ، 1406هـ - 1986م ، (1/ 71)

8 المحيط البرهاني في الفقه النعماني ، أبو المعالي برهان الدين محمود بن أحمد بن عبد العزيز بن عمر (المتوفى: 616هـ) ، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان ، 1424 هـ - 2004 م ، (1/ 92)

9 فتاوى قاضيخان ، فخر الدين حسن بن منصور المتوفى سنة 592 ، دار الكتب العلمية بيروت ، 1406هـ - 1986م ، (1/ 1)

10 المحيط البرهاني في الفقه النعماني، أبو المعالي برهان الدين محمود بن أحمد بن عبد العزيز بن عمر: (1/ 99)

11 الفتاوى الهندية، لجنة علماء الهند الأعلام (دار الفكر،1310 هـ)1/ 17

12 مختصر غنية المتملي في شرح منية المصلي ، أحمد رشيد تميل ، مجلة جامعة الأنبار للعلوم الإسلامية ، (ص: 243)

13 الفتاوى الهندية، لجنة علماء الهند الأعلام (دار الفكر،1310 هـ)1/ 18

14 فتح القدير للكمال ابن الهمام ، كمال الدين محمد بن عبد الواحد السيواسي المعروف بابن الهمام (المتوفى: 861هـ) ، دار الفكر (1/ 81)

15 الهداية في شرح بداية المبتدي ، أبو الحسن برهان الدين علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الفرغاني المرغيناني (المتوفى: 593هـ) ، دار احياء التراث العربي بيروت ، (1/ 24)

16 المحيط البرهاني في الفقه النعماني (1/ 103) ، الفتاوى الهندية، لجنة علماء الهند الأعلام (دار الفكر،1310 هـ)1/ 19

17 فتاوى قاضيخان، فخر الدين حسن بن منصور الأوزجندي (1/ 4)

18 الفتاوى الهندية، لجنة علماء الهند الأعلام (دار الفكر،1310 هـ) 5/ 389

References

1. Indian Fatwas, Committee of Indian Scholars (Dar Al-Fikr, Beirut, 1310 AH) 3/49
2. Indian Fatwas, Committee of Indian Scholars: 4/455
3. Indian Fatwas, Committee of Indian Scholars: 5/132
4. Indian Fatwas, Committee of Indian Scholars: 1/16
5. Al-Mabsut by Al-Sarakhsi, Muhammad bin Ahmad bin Abi Sahl Shams Al-A'immah Al-Sarakhsi (died: 483 AH), Dar Al-Ma'rifah Beirut, 1414 AH - 1993 AD, (1/45)
6. Indian Fatwas, Committee of Indian Scholars (Dar Al-Fikr, 1310 AH) 1/17
7. Al-Binaya Sharh Al-Hidayah, Abu Muhammad Mahmoud bin Ahmad bin Musa bin Ahmad bin Hussein Al-Ghitabi Al-Hanafi Badr Al-Din Al-Ayni (died: 855 AH), Dar Al-Kutub Al-Ilmiyyah Beirut, 1420 AH - 2000 AD, (1/382), Bada'i Al-Sanai' fi Tartib al-Shara'i', Ala' al-Din Abu Bakr ibn Mas'ud ibn Ahmad al-Kasani al-Hanafi (died: 587 AH), Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1406 AH - 1986 AD, (1/ 71)
8. Al-Muhit al-Burhani fi al-Fiqh al-Nu'mani, Abu al-Ma'ali Burhan al-Din Mahmud ibn Ahmad ibn Abd al-Aziz ibn Umar (died: 616 AH), Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut - Lebanon, 1424 AH - 2004 AD, (1/ 92)

9. Fatawa Qadi Khan, Fakhr al-Din Hasan ibn Mansur who died in 592 AH, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, 1406 AH - 1986 AD, (1/ 1)
10. Al-Muhit al-Burhani fi al-Fiqh al-Nu'mani, Abu al-Ma'ali Burhan al-Din Mahmud ibn Ahmad ibn Abd al-Aziz ibn Umar: (1/ 99)
11. Al-Fatawa al-Hindiyyah, Committee of Indian Scholars (Dar al-Fikr, 1310 AH) 1/ 17
12. Summary Ghania Al-Mutamali fi Sharh Munyat Al-Musalli, Ahmad Rashid Thamil, Journal of Anbar University for Islamic Sciences, (p. 243)
13. Al-Fatawa Al-Hindiyya, Committee of Indian Scholars (Dar Al-Fikr, 1310 AH) 1/ 18
14. Fath Al-Qadir li Al-Kamal Ibn Al-Humam, Kamal Al-Din Muhammad Ibn Abdul-Wahid Al-Siwasi known as Ibn Al-Humam (died: 861 AH), Dar Al-Fikr (1/ 81)
15. Al-Hidayah fi Sharh Bidayat Al-Mubtadi, Abu Al-Hasan Burhan Al-Din Ali Ibn Abi Bakr Ibn Abdul-Jalil Al-Farghani Al-Marghinani (died: 593 AH), Dar Ihya Al-Turath Al-Arabi Beirut, (1/ 24)
16. Al-Muhit Al-Burhani fi Al-Fiqh Al-Nu'mani (1/ 103), Al-Fatawa Al-Hindiyya, Committee of Indian Scholars (Dar Al-Fikr, 1310 AH) 1/ 19
17. Fatawa Qadi Khan, Fakhr Al-Din Hassan Ibn Mansur Al-Awzjandi (1/ 4)
18. Al-Fatawa Al-Hindiyya, Committee of Indian Scholars (Dar Thought, 1310 AH) 5/389